حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اطلاع

کوئٹہ ۴ اگست: حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت درد نقرس سے تاحال علیل ہے۔ آج دریافت کرنے پر فرمایا۔ ابھی درد ہو رہی ہے۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

کوئٹہ ۵ اگست: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی طبیعت درد نقرس سے علیل ہے۔ آج صبح دریافت کرنے پر فرمایا۔ پاؤں میں بہت درد ہے۔ دوسری ٹانگ میں بھی درد شروع ہو گیا ہے۔ ضعف بہت زیادہ ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے۔ کہ حضور اقدس کی صحت کاملہ اور عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

خاندان نبوت میں خیریت ہے۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

ہندوستانی مسلمانوں کو آزاد شہریوں کا احساس دلانے کی کوشش کی جائے

سرگودھا ۸ اگست: عید کی تقریب سعید پر مسلمانان ہند کے نام ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت نہرو کے پیغام پر تبصرہ کرتے ہوئے آنریبل مسٹر مشتاق احمد گورمانی نے کہا مجھے افسوس ہے۔ پنڈت نہرو ابھی تک مسلمانوں کے انسانی برادری سے متعلقہ اصولوں سے کما حقہٗ آشنا نہیں ہیں۔ حالانکہ مسلمان کہیں بھی ہوں۔ وہ ملت اسلامیہ کے سلسلے کی ایک کڑی ہونے کے باوجود اپنی حکومت کے وفادار فرمانبردار رہ سکتے ہیں۔ اور یہی اسلامی تعلیم کا طرۂ امتیاز ہے۔

پنڈت نہرو جیسے وسیع الخیال مورخ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمانوں نے اس برعظیم کی تمدنی اور معاشرتی بہبود بلند کرنے کے لئے کس قدر قربانیاں کی ہیں۔ اور مادر وطن کے علم ثقافت۔ تمدن اور ادب کو چار چاند لگانے کے لئے کس قدر بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ لہٰذا پنڈت نہرو کو ہندوستانی مسلمانوں کی وفاداری کے متعلق اپنے دل میں کسی قسم کا کوئی تذبذب محسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے آپ کو ہندوستان میں ایک برابر کا شہری محسوس کرنا شروع کر دیں۔

پاکستانی عوام اپنے کشمیری بھائیوں کو حق خود اختیاری دلانے کا تہیہ کر چکے ہیں (گورمانی)

کمیشن اپنے آئندہ اقدام کا اعلان کل کر دے گا

سرگودھا ۸ اگست: سرگودھے میں ایک بیان کا جواب دیتے ہوئے پاکستان کے وزیر امور کشمیر آنریبل مسٹر مشتاق احمد گورمانی نے کہا۔ پاکستانی عوام اس بات کا تہیہ کر چکے ہیں۔ کہ وہ اپنے کشمیری بھائیوں کو حق خود اختیاری دلا کر چھوڑیں گے۔ آپ نے کہا پاکستانی خود جبراً کشمیر پر قبضہ کرنے کے خواہشمند نہیں۔ لیکن اُن کا یہ ارادہ اور خواہش ضرور ہے کہ جو آزادی کی نعمت انہیں میسر آگئی ہے۔ اُن کے کشمیری بھائیوں کو بھی وہ نعمت بغیر مزید تاخیر میسر آ جائے۔

آپ نے کہا کہ پاکستان کے سلسلے میں ۱۹۴۰ء میں جو قرارداد پاس کی گئی تھی وہ ابھی پوری طرح پایہ تکمیل تک نہیں پہنچی۔ کیونکہ ابھی تک تو کشمیر کے ۸۰ فی صدی مسلمانوں کو حق خود اختیاری نہیں دلایا جا سکا۔ آپ نے کہا یہ قائد اعظم کی طرف سے ہم پر بار امانت ہے۔ اور ہم اسے ادا کرنے کے لئے ہر ممکن قربانی سے گریز نہیں کریں گے۔

آنریبل نواب مشتاق احمد گورمانی نے کہا پاکستان میں ایک ایسے معاشرتی نظام کی بنیاد رکھی جائے گی۔ جس میں انصاف و مساوات کو کامل دخل ہو گا۔ غیر ملکی نشانیاں یکسر مٹا دی جائیں گی۔ ہر اس بات کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ جو ملک کی ثقافتی و معاشرتی یا اقتصادی بہبود میں ممد ہو۔ لیکن ہر اس تحریک کی مذمت بلکہ مخالفت کی جائے گی۔ جو اس کے منافی ہو گی۔

سرینگر ۸ اگست: آج سرینگر میں اتحادی قوموں کے کشمیر کمیشن کا ایک پورا اجلاس ہوا۔ جس میں صدر کمیشن نے کمیشن کو ہندوستان و پاکستان کی حکومتوں سے کشمیر میں صلح کے متعلق سیاسی امور پر کی جانے والی گفت و شنید سے مطلع کیا۔ امید ہے۔ کمیشن کا آج شام کو ایک اور اجلاس ہو گا۔ جس میں صلح کے متعلق اگلا قدم اٹھانے کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔

مرکزی ملازمتوں کی تقسیم

کراچی ۸ اگست: حکومت پاکستان نے اعلیٰ مرکزی ملازمتوں کو مشرقی اور مغربی پاکستان میں حسب ذیل تناسب سے تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مشرقی بنگال ۴۲ فی صدی مغربی پنجاب و بہاولپور ۲۴ فیصدی۔ کراچی، سندھ، خیرپور۔ سرحد۔ سرحدی ریاستیں۔ قبائلی علاقے۔ بلوچستان۔ بلوچستانی ریاستیں اور قبائلی ۱۷ فی صدی۔ واضح رہے۔ کہ باقی ۱۵ فیصدی ملازمتیں اُن لوگوں کے لئے وقف ہیں جنہوں نے پاکستان کی سکونت حاصل نہیں کی۔

چار ہزار افراد ہلاک

نیویارک ۸ اگست: حال ہی میں ایکویڈور میں جو خطرناک زلزلہ آیا تھا۔ اس کے متعلق نیویارک میں آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ اس زلزلے سے چار ہزار سے زائد افراد ہلاک ہوئے ہیں۔

پشاور ۸ اگست: صوبہ سرحد کے پہلے پاکستانی گورنر ہز ایکسیلنسی صاحبزادہ محمد خورشید کے پہلی دفعہ پشاور آنے پر پٹھانوں نے فرط مسرت سے گولیوں کی بوچھاڑیں کیں۔ جن میں تقریباً ۲۵ ہزار راؤنڈ فائر کئے گئے۔ کوئی معمولی سا حادثہ بھی پیش نہیں آیا۔

بارش سے ۵۰ مکانات گرے

حیدرآباد سندھ ۸ اگست: گزشتہ بدھ سے حیدرآباد میں جو طوفان باد و باراں شروع ہے اُس سے حیدرآباد اور کھیلیلی میں اس وقت تک ۵۰ مکان گر چکے ہیں۔ مکانات میں دب کر ۱۲۵ افراد ہلاک ہوئے۔ جن میں چھ عورتیں ہیں۔ ۲۵ افراد سے زائد افراد زخمی ہوئے۔ جنہیں ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ جن مکانوں کے گرنے کا خطرہ ہے۔ انہیں مکانوں سے نکال کر مقامی سکولوں میں عارضی طور پر بسا دیا گیا ہے۔

سرینگر ۸ اگست: آج ڈوگرہ حکومت کے سربراہ شیخ عبداللہ ہندوستانی کے ریاستی محکمے کے سیکرٹری کے ہمراہ بذریعہ ہوائی جہاز بعض امور پر گفت و شنید کرنے کیلئے ہندوستان کے دار الحکومت نئی دہلی کو روانہ ہو گئے۔ یاد رہے کہ ریاستی محکمے کے سیکرٹری بعض سیاسی امور کا جائزہ لینے کے لئے دو چار دن سے سرینگر آئے ہوئے تھے۔

ہندی (دیوناگری رسم الخط) کو ہندوستان کی قومی زبان قرار دیا جائے

نئی دہلی ۸ اگست: ہندوستانی سکالرز کا جو گزشتہ دو دن سے نئی دہلی میں اجتماع ہو رہا تھا۔ اس نے پورے دو دن کی بحث و تمحیص کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ ہندوستانی آئین میں ہندوستان کی قومی زبان ہندی (رسم الخط دیوناگری) قرار دیا جائے۔ ایک اور ریزولیوشن میں یہ پاس کیا گیا۔ کہ انگریزی کو دس سال کے اندر اندر بتدریج ہٹا کر ہندی کو کاملاً رائج کر دیا جائے۔ لیکن ہندوستان یونین میں شامل ہونے والی ریاستوں کو اس امر کا مختار قرار دیا جائے۔ کہ وہ علاقائی تعلق سے جو زبان اپنے ہاں رائج کرنا چاہیں کر لیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس امر پر زور دیا گیا۔ کہ سارے ہندوستان میں ہندی کا استعمال اور بول چال فوری طور پر شروع کر دی جائے۔ کتبوں اور موٹوز وغیرہ کے لئے زینت کے طور پر سنسکرت کی بھی سفارش کی گئی ہے۔

انتخابات پر اتفاق ہو جائے گا

کلکتہ ۸ اگست: بائیں بازو کی پارٹیوں کے مابین جو گزشتہ ہفتہ سے سیاسی امور پر متفق ہو جانے کی بات چیت ہو رہی ہے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ اس کے نتیجے میں بعض پارٹیاں خانہ انتخابات کے فیصلے پر راضی ہو جائیں۔ گو تاحال یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ انتخابات کن بنیادوں پر لڑے جائیں گے۔ بائیں بازو کی جماعتوں کو متحد کرنے کیلئے مسٹر شرت چندر بوس اور مسٹر جے پرکاش نارائن میں دو دفعہ ملاقات ہو چکی ہے۔

عیسائی سپیوں کو زمین

لاہور ۸ اگست: حکومت مغربی پنجاب نے ضلعوں کے بندوبست افسروں کو احکام جاری کئے ہیں۔ کہ عیسائی سپیوں کی طرح اقوام مندرجہ گزشتہ اور سپیوں کو بھی جو غیر مسلم تارکین کی زمین کاشت کرتے تھے چھ ایکڑ اراضی فی کنبہ مطابق سابق حکم کے پیچھلے سالوں کی شرح سے اراضی الاٹ کی جائے۔ مالیہ آبیانہ کی پیش کردہ رسیدوں کو ہی ثبوت سمجھا جائے۔ لوگ تارکین زمیندار ان کے کاشتکار رہتے تھے (ہرکاری اطلاع)

پرنٹر پبلشر مسعود احمد نے ویسٹ پنجاب پرنٹنگ پریس موہن لال روڈ لاہور میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔
ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

(بقیہ صفحہ ۵)

رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا الخ کا بھی یہی مطلب ہے کہ انسان شرک سے پاک ہو جائے۔ یعنے خداتعالےٰ کے سوا اور کسی کو اپنا رب نہ سمجھے۔ اسْتَقَامُوْا کا مطلب یہ ہے کہ امتحان کے وقت مومن اپنے اس اعتقاد پر کہ میرا رب اللہ کے سوا اور کوئی نہیں قائم رہے اور تزلزل نہ دکھائے۔ یہ آیت تمام قرآن شریف کا خلاصہ ہے اس اعتقاد اور استقامت کا نتیجہ اس آیت کے آگے یہ ہے کہ:-

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ـ

ذاتی محبت کی مثال

یہ کہنا کہ ذاتی محبت اور فائدہ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے بالکل غلط ہے۔ اکثر میاں بیوی ایک دوسرے سے ذاتی محبت بھی کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے فائدہ بھی حاصل کرتے ہیں۔ لیکن بازاری عورت کو مرد سے ذاتی محبت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ صرف ایک مرد سے تعلق نہیں رکھتی اور ایک ہی کی ہو کر نہیں رہتی بلکہ جو مرد بھی اس کے پاس جائے اس سے تعلق کر لیتی ہے اور پھر اسے چھوڑ کر دوسرے سے تعلق کر لیتی ہے۔ ذاتی محبت میں صرف ایک محبوب کا ہونا شرط ہے چنانچہ جس میاں بیوی میں ذاتی محبت ہوتی ہے ان میں سے اگر ایک مر جائے تو دوسرے کی خودکشی کی مثالیں دنیا میں پائی جاتی ہیں اور اکثر عورتیں اپنے خاوند کے مرنے پر دوسری شادی نہیں کرتیں۔ اور بعض خاوند کے دوسری شادی کرنے پر زہر کھا لیتی ہیں

پھر بچے کو ماں سے ذاتی محبت ہوتی ہے۔ دلیل یہ ہے کہ بچے کا تعلق ایک ہی عورت سے ہوتا ہے اور ایک ہی سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ منعم کا ایک ہونا ذاتی محبت کا باعث ہے۔ اگر دو یا دو سے زیادہ منعم ہوں تو ان سے محبت تو ہو سکتی ہے مگر ذاتی محبت نہیں ہو سکتی۔ غرض اس میں کوئی شک نہیں کہ مومن خداتعالےٰ سے اس کے ایک ہونے کی وجہ سے ذاتی محبت بھی کرتا ہے اور اس سے فائدہ بھی حاصل کرتا ہے۔ یاد رہے کہ خداتعالےٰ کے ایک ہونے سے مراد اس کا صفات میں یکتا ہونا ہے۔ جیسے وہ ربوبیت میں بھی یکتا ہے۔ رحم میں بھی یکتا ہے علم میں بھی یکتا ہے۔ قدرت میں بھی اکیلا ہے۔ خلق کرنے میں بھی لاشریک ہے۔ ازلی ہونے میں بھی لاشریک ہے۔ ابدی ہونے میں بھی وہ تنہا ہے۔ منعم ہونے میں بھی واحد ہے۔ محسن ہونے میں بھی اکیلا ہے۔ غرض تمام صفات میں وہ لاشریک ہے۔

تحقیقات مندرجہ بالا سے ثابت ہوا کہ ان لوگوں کا یہ خیال کہ محبت ذاتیہ میں صفات سے فائدہ حاصل نہیں کرنا چاہیئے بالکل ایک غلط خیال ہے

اگر یہ لوگ خداتعالےٰ سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے محبت نہیں کرتے تو پھر خداتعالےٰ کا قرب اور اس کا وصل حاصل کرنے کی کیوں خواہش رکھتے ہیں۔ اور اس کے لئے کیوں کوشش کرتے ہیں۔ کیا قربِ الٰہی اور وصلِ الٰہی کی بلاوجہ خواہش کرنا لغو کام نہیں؟ لغو کام کی تعریف ہی یہ ہے کہ جو کام بلاوجہ ہو وہ لغو ہوتا ہے۔ اور کیا ان کی اس خواہش کے نتیجہ میں انہیں فائدہ کی امید نہیں؟ اگر فائدہ کی امید نہیں تو کیا بے فائدہ کام کرنا عقلمندی ہے؟

چوتھی وجہ:- یہ لوگ کہتے ہیں کہ خداتعالےٰ کے کمالات اس کے حسن کی بناء پر محبت کرنی چاہیئے احسان کی بناء پر محبت نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ احسان کی بناء پر محبت کرنا غرضی محبت ہوتی ہے لیکن اگر ان لوگوں سے حسنِ الٰہی کی کیفیت پوچھی جائے تو نہیں بتا سکتے۔ کیونکہ حسنِ الٰہی کا علم تو صفاتِ الٰہی کی معرفت سے حاصل ہوتا ہے۔ مگر یہ لوگ صفات کی بناء پر خداتعالےٰ سے محبت کرنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ صفاتِ الٰہی کا کام تو فائدہ پہنچانا ہے۔ اور فائدہ کی بناء پر محبت کرنا ان لوگوں کا اصول نہیں بلکہ ذات کی بناء پر محبت کرنا ان لوگوں کا اصول ہے۔ لیکن اگر ان لوگوں سے پوچھا جائے کہ کیا تم نے خدا کی ذات کو دیکھا ہے؟ تو سوائے نفی کے ان کے پاس اور کوئی جواب نہیں۔ کیونکہ ذات کسی چیز کی بھی نظر نہیں آتی۔ ہر ایک چیز صرف اپنی صفات سے پہچانی جاتی ہے۔ پس جبکہ ان لوگوں نے نہ تو خداتعالےٰ کا حسن ہی دیکھا ہے اور نہ خداتعالےٰ کی ذات ہی دیکھی ہے۔ تو ان لوگوں کے دعویٰ محبتِ الٰہی کے کیا معنی ہوئے؟ دراصل یہ لوگ حالی نہیں بلکہ قالی ہیں۔ محقق نہیں بلکہ مقلد ہیں۔ نہ ان لوگوں کو خداتعالےٰ کے حسن کا علم ہے نہ احسان کا علم ہے نہ ذات کا علم ہے نہ صفات کا علم ہے۔ بے شک صوفیائے کرام نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ خداتعالےٰ کے طالب بنو۔ مگر ایسا فرمانے سے ان کی غرض یہ تھی کہ خداتعالیٰ کی رضا کے طالب بنو۔ کیونکہ دائمی جنت جو انسان کا انتہائی اور اصل مدعا ہے نہیں مل سکتی جب تک خداتعالیٰ راضی نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الوصیت میں فرمایا ہے کہ:-

"جب تم خداتعالےٰ کو راضی کر لو گے تو ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔"

لیکن ان لوگوں نے صوفیائے کرام کے ان الفاظ سے کہ خداتعالےٰ کے طالب بنو یہ سمجھا کہ خداتعالےٰ کی ذات کے طالب بنو۔ حالانکہ ان صوفیائے کرام کا مطلب ایسا فرمانے سے یہ تھا کہ چونکہ خداتعالےٰ کے بغیر دائمی جنت نہیں مل سکتی۔ اس لئے خداتعالےٰ کے طالب بنو یعنے اس کی معرفت حاصل کر کے اس سے تعلق پیدا کر کے اسے راضی کرو۔ (باقی)

بقیہ صفحہ ۳

اسباب کو نظرانداز بھی کر دیا جائے کہ دونوں نظاموں کی بنیاد کمزور قوموں کی لوٹ کھسوٹ پر ہے خود روس کے اندر بھی تو ذرا سی تبدیلی سوا اس کے نہیں آئی کہ روس میں نظریاتی کمیونزم کا سبز باغ دکھا کر صاحبانِ اقتدار کا کمزوروں کی محنت سے فائدہ اٹھانے کا طریق سرمایہ داری جمہوریتوں کے طریق سے ذرا مختلف ہے۔ سوال ہے کہ اگر امریکہ میں مزدور کی خوراک۔ پوشاک اور رہائش امراء سے الگ ہے تو کیا روس میں صاحبانِ اقتدار اور ایک معمولی مزدور کی رہائش میں کوئی تفاوت نہیں؟ کیا سٹالین کا معیارِ زندگی وہی ہے جو ایک سپاہی کا معیارِ زندگی ہے۔ آخر کمیونزم کا بنیادی اصول یہی ہے نا کہ سب پیداوار اسٹیٹ کی ملکیت ہے اور ہر فرد مساوی طور پر اسکو استعمال کرنے کا حقدار ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس مقصد میں حقیقتاً روس کہاں تک کامیاب ہوا ہے۔ اصل چیز مقصد کا حصول ہے نہ کہ طریقِ کار کا سرمایہ داری طریقِ کار سے ذرا مختلف ہے۔ سیدھا سوال یہ ہے کہ کیا ایک روسی مزدور یا سپاہی کی زندگی اس سے بہتر ہے جو ان کی امریکہ میں ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہونا چاہیئے تو کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ کمیونزم غیر فطری اور ناقابلِ عمل ہے اور یہ دعوےٰ کہ وہ عملاً کامیاب ہے سراسر باطل ہے اور قلتِ نظر کا نتیجہ ہے۔ محض دعاوی کو حقیقت سمجھ لیا گیا ہے؟

اب آیئے اسلامی نظام کی طرف۔ یہ تو مقالہ نگار بھی مانتا ہے کہ ساڑھے تیس سال اسلامی نظام کامیاب رہا ہے۔ اب جو نظام ساڑھے تیس سال ایک قوم میں کامیاب رہ سکتا ہے۔ منطقی نتیجہ یہی نکالا جا سکتا ہے کہ وہ پچاس سال بھی سو سال بھی بلکہ ہمیشہ کے لئے بھی کامیاب ہو سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ قابلِ عمل ہے۔ پھر مقالہ نگار کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اسلامی نظام صرف ساڑھے تیس سال تک قائم رہا۔ یہ درست ہے کہ ساڑھے تیس سال کے بعد مسلمانوں میں خلافتِ راشدہ کی بجائے بادشاہی آگئی تھی اور اس تبدیلی کی وجہ سے اسلامی نظام کے قیام کو سخت نقصان پہنچا لیکن یہ کہنا کہ بادشاہی کے دور میں اسلامی نظام بالکل ملیا میٹ ہو گیا تھا ایک سخت تاریخی مغالطہ ہے۔ خود مختار سے خود مختار بادشاہ کو بھی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ کھلم کھلا اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی کرے۔ قضا یعنی جوڈیشری

اعلانِ مقاطعہ

میاں اللہ رکھا سیالکوٹی (حال قادیان) چونکہ جماعت میں فتنہ پیدا کرتے ہیں اور جماعتی نظام میں خلل ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے میں اس اعلان کے ذریعہ انہیں اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں اور فتنہ سے بچنے کے لئے تمام احمدیوں کو حکم دیتا ہوں کہ ان سے سلام کلام بند رکھیں۔ اور اپنی مجالس میں آنے کی اجازت نہ دیں۔ تاکہ وہ خواہ مخواہ جماعت کی بدنامی کی کوئی صورت پیدا نہ کر دیں۔

میں ان کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ ان کے اندر اگر ذرہ بھی ایمان کا باقی ہے تو اس سے باز آ جائیں اور اپنی حرکات کو چھوڑ دیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کا معاملہ خداتعالےٰ سے ہو گا۔ اور وہ اپنی عاقبت آپ خراب کریں گے۔

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

دفتر وکیل المال تحریک جدید ربوہ

میں ایک کلرک کی ضرورت ہے۔ درخواست کنندہ اگر دفتری امور سے واقف ہو اور اردو و انگریزی میں اچھے طریق سے خط و کتابت کر سکتا ہو ایسے شخص کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواست میں قابلیت اور اپنے عملی کام کی کیفیت کا ظاہر کرنا ضروری ہے۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کرنا چاہیئے درخواستیں ۲۵ اگست تک پہنچ جانی چاہئیں۔ خاکسار

برکت علی خاں وکیل المال تحریک جدید ربوہ تحصیل چنیوٹ

روزنامہ الفضل لاہور
۹ اگست ۱۹۴۹ء

کمیونزم مذہب اور روس

ہفت روزہ آفاق میں آجکل کمیونزم - مذہب اور روس" کے موضوع پر بحث چل رہی ہے۔ چند مقالے نکل چکے ہیں ہمارے سامنے اسوقت ۷ اگست ۱۹۴۹ء کا پرچہ ہے اس میں ایک صاحب نے اسی موضوع پر کچھارشاد فرمایا ہے ہم نے اس کو غور سے پڑھا ہے۔ جہاں تک ہم سمجھ سکتے ہیں صاحب مقالہ حسب ذیل دو مغالطوں کا شکار نظر آتا ہے یعنی

(۱) اسلام اور کمیونزم میں مساوات کا ایک ہی تصور ہے

(۲) اسلام کے اقتصادی اصول اگر کوئی ہیں تو وہ ساڑھے تیس سال کے سوا کبھی زیر عمل نہیں آئے اس کے برخلاف کمیونزم کا نظام عمل میں آگیا ہے

اپنے پہلے مغالطہ کے متعلق صاحب مقالہ فرماتے ہیں :-

اگر ایک ایسی حکومت برسر اقتدار ہو جو بدرجہ اتم لوگوں کی نمائندہ ہو اور اس میں کسی خاص طبقے کو غلبہ اور استیلا نصیب نہ ہو اور وہ حکومت تقسیم دولت کی بدعنوانیوں کی اصلاح کرے۔ یعنی وہ تمام کاروبار اپنے حیطۂ اقتدار میں کرے ....

..... صنعت اور زراعت اور پیدائش دولت کے تمام وسائل قومی ملکیت بنا دیئے جائیں .... جہاں تک اقتصادی حل کا تعلق ہے کمیونزم وہی کچھ سرانجام دیتی ہے جو اسلام کا منشار ہے۔"

جو شخص کمیونزم اور اسلام کے اقتصادی نظام کا مطالعہ کرنا چاہے اس پر یہ بات واضح ہو جانا مشکل نہیں کہ کمیونزم کا نظریہ مساوات اور اسلام کا نظریہ مساوات بالکل مختلف ہیں اگرچہ خود کمیونزم کے شارحین کی آرا میں اختلاف ہے۔ لیکن شاید سب کے سب ایک بات میں متفق ہیں جیسا کہ خود مقالہ نگار کا بھی یہی خیال معلوم ہوتا ہے جو یہ ہے کہ ملکی پیدائش (دولت تمام کی تمام اسٹیٹ کے قبضہ میں ہونی چاہیئے۔ آگے اسٹیٹ ہر فرد کو خود تقسیم کرے۔ کمیونزم کا بنیادی اصول یہ ہے کہ دولت خواہ زید پیدا کرے خواہ بکر وہ دونوں ابتداً اس کے مالک نہیں ہیں۔ بلکہ ایسی دولت کے پیدا ہوتے ہی اسٹیٹ قانوناً اسکی مالک ہو جاتی ہے زید نے مثلاً دس روپیہ کی مالیت کی دولت ایک دن میں پیدا کی ہے یا بیس روپیہ کی اس سے اس کو کوئی تعلق بواسطہ نہیں۔ وہ ایک پیسہ پیدا کردہ دولت کا خود بخود خرچ نہیں کر سکتا۔ قانوناً اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی کمائی خزانہ عامرہ میں جمع کرا دے۔ بلکہ حکومت خود ایسا جبری انتظام کرے گی کہ وہ کوئی ناجائز استعمال کرنے نہ پائے۔ اسی طرح دوسرے افراد کی پیداوار سے سلوک کیا جائیگا۔ الغرض کوئی فرد قوم خواہ وہ کتنی ہی دولت ایک دن میں پیدا کرے۔ ابتداً اپنی کمائی پر اس کا حق قائم نہیں ہوتا۔ بلکہ تمام قوم کا حق ہوتا ہے جس کی نمائندہ حکومت ہے جو ایسے قواعد اور ضابطے رائج کرتی ہے جن کے رو سے وہ یہ تمام پیداوار جو مختلف افراد پیدا کرتے ہیں سمیٹ کر قومی ذخیرہ میں جمع کر لیتی ہے اور پھر ہر ایک کو ضرورت کے مطابق اس ذخیرہ سے دیتی ہے

کمیونزم کا نظریہ مساوات درست ہے یا نادرست اس کے متعلق ہم بعد میں کچھ اشارے کریں گے۔ اس وقت صرف یہ دکھانا ہے کہ اسلام کا نظریہ مساوات ہرگز وہ نہیں ہے جو کمیونزم کا نظریہ مساوات ہے۔ اسلام اصولاً ہر فرد کو اپنی کمائی کا ابتداً مالک سمجھتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس اصول کی مستثنیات بھی ہیں لیکن اصول اور مستثنیات میں جو فرق ہے اس کو ہمیں نظرانداز نہیں کرنا چاہیئے۔ کمیونزم اصولاً اسٹیٹ کو ہر پیداوار کا مالک سمجھتا ہے۔ اسلام اصولاً ہر پیداوار کا اس کے پیدا کرنے والے کو سمجھتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اسلام میں اصولاً ہر پیداوار کا مالک اسکا پیدا کرنے والا ہے۔ تو پھر اسلامی مساوات کے کیا معنی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں ہر چیز کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ پیداوار کے جو ممکنات یہاں موجود ہیں ان کو معرض وجود میں لانے والا اللہ تعالےٰ ہی ہے اس لئے وہی ان ممکنات کا حقیقی مالک ہے لیکن چونکہ یہ تمام چیزیں اسلئے بنائی گئی ہیں کہ ایک کی زندگی دوسرے پر منحصر ہے۔ اسلئے نہ صرف ہر انسانی فرد بلکہ جاندار فرد کو ان ممکنات سے یکساں طور پر متمتع ہونے کا حق بھی اللہ تعالےٰ نے تفویض کر رکھا ہے۔ یکساں طور سے یہاں ہمارا مطلب یہ ہے کہ ہر فرد کو خواہ وہ انسان ہو یا کوئی دوسری جاندار چیز یکساں طور پر اجازت ہے کہ اپنی وسعت ظرف کے مطابق ان سے متمتع ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ فرد کو کھلی اجازت ہے کہ وہ اپنی قوت انتفاع کے مطابق ان ممکنات سے مستفید ہو۔ کوئی پابندی ایسی نہیں ہونی چاہیئے جو اسکو اپنی قوت کا صحیح اور ناجائز امکان فائدہ اٹھانے میں مانع ہو۔

انسانی فطرت کا سرسری جائزہ لینے سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ انسانوں کی انفرادی قوت پیدائش میں نہایت واضح تفاوت موجود ہے۔ اس لحاظ سے اسلامی مساوات کے یہ معنی ہیں کہ ہر فرد اس اجازت میں مساوی حقوق رکھتا ہے۔ اسلامی حکومت کوئی ایسی پابندی نہیں لگائیگی کہ جس سے محض کسی انسان کے طبقاتی مقام کی وجہ سے ایک کو دوسرے پر فوقیت حاصل ہو۔ عام زندگی کی ضروریات کے لئے ہر انسان قدرت کے دولتی ذخیروں تک بلا روک ٹوک رسائی رکھیگا دوسرے لفظوں میں اسلام ہر فرد کو یہ حق مساوی طور پر دیتا ہے کہ وہ اپنی قابلیت پیداوار کو پورا پورا استعمال کرے۔ اس پر کسی قسم کی روک نہیں لگاتا جو اسلامی حکومت پیداوار کے پہلو سے ذخائر قدرت پر پابندیاں لگائے گی وہ اس قسم کی ہوں گی۔ جن سے افراد کے مندرجہ بالا حقوق پر اثر نہ پڑتا ہو۔ مثلاً ایک ندی ہے۔ اس کا پانی ہر شخص عام ضروریات کیلئے استعمال کرتا ہے۔ اب اگر کوئی پن چکی لگانا چاہے یا خود حکومت بجلی پیدا کرنے یا کسی اور پبلک ضرورت کے لئے اس کا پانی استعمال کرنا چاہے تو حکومت کا یہ فرض ہوگا کہ ایسے استعمال کے وقت اسباب کا خیال رکھے کہ کسی فرد کے فطری حقوق انتفاع کو نقصان نہ پہنچے اسلام میں اس چیز کا نام مساوات ہے۔

اسلامی مساوات کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہر انسان اپنی قوت سے پیدا کردہ دولت کا ابتداً قطعی مالک ہے لیکن چونکہ قوت پیداوار ہر فرد میں یکساں نہیں ہے اسلام دماغی اور جسمانی محنت کی پیداوار میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ دماغی پیداوار کی موٹی مثال یہ ہے کہ ایک انسان اپنی نظامی قوت کو استعمال کرکے محنت کو منظم کر سکتا ہے اور اسطرح محنت جو انفرادی حالت میں زیادہ مفید نہ ہوتی۔ اجتماعی صورت میں زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے۔ خود دستی محنت کرنے والوں کی قوت پیداوار بھی مختلف ہوتی ہے۔ بعض ایک دن میں مثلاً ایک مکمل میز بنا سکتے ہیں اور بعض پونا اور بعض نصف اور بعض ایسے ہیں جو کوئی کام کر ہی نہیں سکتے۔

اب جو فرد اپنی ضروریات کے لئے کافی یا اس سے بھی زیادہ پیدا کر سکتا ہے تو ظاہر ہے کہ اسکو کسی بیرونی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنی ضروریات کے مطابق فطرتاً کافی پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ بعض ایسے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اسلام ایسے اپاہج افراد کی امداد کے لئے اپنی ضروریات سے زیادہ پیدا کرنے والوں پر چند پابندیاں لگاتا ہے۔ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جنکو حکومت قانوناً نافذ کرے گی اگر ان پابندیوں سے مطلب برآری نہ ہو گی تو وہ ان لوگوں سے جو اپنی ضروریات سے بہت زیادہ پیدا کرتے ہیں۔ نیکی کی تحریک دلا کر لے گی۔ اس مختصر مضمون میں ان دونوں پہلوؤں کی ہم تمام تفصیلات یہاں نہیں کر سکتے۔ صرف اشارہ ہی کر سکتے ہیں۔ علمائے اسلام نے بڑی وضاحت سے ان تفصیلات پر بحث کی ہے اسکے باوجود ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس ضمن میں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ لیکن بنیادی اصول قرآن کریم اور سنت رسول اللہ میں نہایت وضاحت سے موجود ہیں۔

اب ہم سوال کے اہم ترین پہلو کی طرف آتے ہیں۔ مقالہ نگار کے خیال میں کمیونزم عملاً دنیا نظام قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اس سے بڑا مغالطہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جس میں آپ پڑے ہوئے ہیں۔ یہ ایک ایسا دعوےٰ ہے جس کو خود خداوندان کمیونزم بھی پیش کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اس کے برخلاف ہمارا دعوےٰ یہ ہے کہ کسی ایک ملک میں تو کیا ایک شہر میں بھی نہ روسی حکومت اور نہ کوئی اور حکومت ایک سیکنڈ کے لئے بھی پورا کمیونزم نہیں اس کا نصف نہیں بلکہ ہزارواں حصہ بھی قائم نہیں کر سکی اور نہ کر سکتی ہے یہ ایک ایسی غیر فطری چیز ہے کہ اس کا خیال کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔ چہ جائیکہ یہ کہا جائے کہ کمیونزم عملاً کامیاب ہو چکا ہے۔ تاریخ کمیونزم سے جو کچھ پتہ چلتا ہے وہ یہ ہے کہ اب تک جو کچھ ہوا ہے وہ سوا اس کے کچھ بھی نہیں ہے کہ روس نے ہٹلر کی ہی وطن کے رہنے والوں میں فاشزم کی طرح ایسا خوفناک افتراق پیدا کیا۔ جو کشت و خون کی بھیانک سے بھیانک حدود تک پہنچ گیا اور نتیجہ کچھ بھی برآمد نہیں ہوا۔ کمیونزم کی عملی کامیابی کا اندازہ لگانے کے لئے ہمیں روس کی موجودہ حالت کا جمہوریت سے مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بیشک روس میں جو انقلاب ہوا وہ کمیونزم کے نام پر ہوا ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ انقلاب اسی سلسلہ انقلاب ہی کی ایک کڑی ہے جو فرانسیسی انقلاب سے یورپ میں شروع ہوا تھا۔ انقلاب وہی ہے صرف کمیونزم کا ٹھپہ اس پر لگ گیا ہے۔ سرمایہ داری جمہوریتوں سے ٹھنڈی لڑائی بیشک اس وقت کمیونزم کے نام پر ہی لڑی جا رہی ہے۔ لیکن اس سے ہمیں دھوکہ میں نہیں آنا چاہیئے۔ کسی سٹیٹ پر لڑائی لڑنا اور حقیقت اور بات ہے۔ ہمارے ملک میں تقسیم سے پہلے پاکستان کا مطلب لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ بلند ہو رہا تھا۔ کیا نعرہ لگانے والے حتی الوسع بھی لا الٰہ الا اللہ کے مطابق زندگی گذار رہے تھے۔ جواب خالص نفی ہے۔ اقبال کا یہ شعر کہ

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے کہ آزادی کی ہے نیلم پری

جس طرح امریکی برطانوی سرمایہ داری پر چسپاں ہوتا ہے۔ اسی طرح روسی کمیونزم پر بھی چسپاں ہوتا ہے

(باقی صفحہ ۲ پر)

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

فرانس میں تبلیغ اسلام

پہلی فرانسیسی روح کا قبول اسلام

رپورٹ احمدیہ مشن فرانس بابت ماہ مئی ۱۹۴۹ء

(از مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب واقف زندگی انچارج احمدیہ مشن فرانس)

ہر کام خواہ کسی نوعیت کا ہو۔ کوئی مادی کام ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس کے لئے چند در چند مادی اسباب و ذرائع اور ضروری ساز و سامان ہی کیوں نہ حاصل ہوں۔ لیکن پھر بھی ابتدا میں کم و بیش بعض مشکلات کا آنا ضروری ہوتا ہے۔ جن کے لئے استقلال عمل اور متواتر اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ کبھی وقت جزو اعظم ہوتا ہے۔ تو ایک لمبے وقت کے لئے حوصلہ کے ساتھ پیہم سعی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ابتدا راہ کی دشواریاں جب مادی کاموں کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ تو روحانی امور کے لئے بدرجہ اولیٰ بالخصوص جبکہ روحانی سعی انبیاء علیہم السلام کی سنت پر انتہائی طور پر مخالف حالات میں اور ایک کمزور ابتداء سے شروع کی جائے۔ کام اشاعت حق ہو۔ لیکن دنیا ضلالت کی عمیق گہرائیوں میں کھو چکی ہو۔ کفر و معصیت کا سمندر جو طغیانی کے ساتھ امڈا چلا آ رہا ہو۔ لیکن کام ان طغیانیوں کو خاموش کرنا ہی نہ ہو۔ بلکہ ان پہاڑوں کو اپنے ساتھ بہا لے جانے والی رَو کے خلاف رَو کو جاری کرنا۔ اور پھر راہ کی یہی دشواری نہ ہو۔ بلکہ ظاہری اسباب کی ہر تہی جب زادِ راہ ہو۔ اور جو اسباب حاصل ہوں بھی تو مادی طور پر اس قدر ترقی یافتہ دنیا کے ہمہ گیر طریقوں کے مقابلہ میں ان کی کچھ بھی حقیقت نہ ہو۔ لیکن نہیں۔ کام کی جس سنت کی پشت پر خدا ہو۔ اور راہ کی جس منزل پر وہ مولا کریم خود کھڑا ہو۔ تو راہی ایمان کی امانت اور توکل کے سرمایہ کو سنبھالے چلے جاتے ہیں۔ ان کے لئے استقلال سے بڑھتے چلے جانا شرط ہوتا ہے اور امید و رجا کے ساتھ حوصلوں کی استواری ضروری۔ اور پھر وہ منزل بہ منزل "فاذا عزمت فتوکل علی اللّٰہ" کے ترانہ کی ہدی خوانی کرتے ہوئے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ مگر اس میں ان کی کسی ذاتی ہمت کا دخل نہیں ہوتا۔ ان کا خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ان کا خدا ہمیشہ ہی ان کے ساتھ ہو۔ آمین۔

فرانس کے لوگوں کی حالت کی نسبت جب اپنے کام سے لگایا جائے۔ تو علم ریاضی کے تمام ہندسے بھی ختم ہو جائیں۔ لیکن ان کی نسبت قائم نہ کی جا سکے گی اس پر جس قدر بھی سوچا جائے۔ انسانی عقل حیران ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور نظریں خدا کی طرف اس خطاب سے اٹھنے لگتی ہیں۔ کہ "اے خدا یہ کیونکر ہو گا" لیکن نہیں یہ ہو کر ہی رہے گا۔ انشاء اللہ۔ ہمارا خدا قادر خدا ہے۔ اور اس کی سنت ماضی کے آئینہ میں ہر حقیقت سے زیادہ روشن و عیاں ہے تو پھر ہم مایوس بھی کیوں ہوں۔ اس خطۂ ارضی کی سنگلاخیاں ضرور ایک دن ایسی زرخیز زمین بن جائیں گی۔ کہ جس کے بطن میں اسلام اور اس کی صداقت اور حقانیت و روحانیت کا بیج اپنی جڑیں قائم کر کے ایک عظیم الشان درخت کی مانند اپنی لمبی لمبی شاخوں میں اس خطہ کی ہر وسعت کو لے لیگا۔ انشاء اللہ العزیز۔ چنانچہ اسی خدائے قدیر نے اس نالائق کی حقیر سعی کو نوازتے ہوئے اپنے فضل سے اس زمین عشرت میں ایک روح کو اسلام کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ میری روح اپنے خدا کے حضور جہاں اس کی حمد و ثناء کے لئے جھکتی ہے۔ وہاں وہ اسی سے ہر الحاح کے ساتھ اس امر کے لئے زاری کرتی ہے کہ "اے خدا اس ابتداء کو تو ہی ہر انتہا تک پہنچا یو۔ اس ابتداء کو اس موعود انتہا کے لئے بطور سنگ بنیاد بنا یو۔ کہ جس سنگِ اول پر اس سرزمین میں اسلام کا قصر تعمیر ہو۔ اور اے میرے خدا تیرے ہی لطف و کرم کا تجھ سے ہی واسطہ دے کر اس سعادت کا طالب ہوں۔ کہ تو میرے نالائق ہاتھوں کو اس سنگِ اول کے ساتھ اور بھی زیادہ سے زیادہ اینٹیں چننے کی توفیق دے کہ جب مجھے اس سرزمین سے لوٹنے کا پیغام میرے آقا کی طرف سے ہو۔ یا تیری طرف سے پیغام تیرے پاس چلے آنے کا ہو۔ تو میں روح کے اس اطمینان سے لوٹوں۔ کہ قصر اسلام کی بنیادیں اس خطۂ سنگلاخ میں ہر پختگی کے ساتھ قائم ہو چکی ہیں۔ آمین۔ اے خدا! تیرے بندوں کی ہر توفیق صرف اور صرف تجھ ہی سے ہے۔

فرانس میں پہلی روح جسے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ وہ ایک فرانسیسی خاتون Madame Margaerite Demagamy ہیں۔ خاتون محترمہ نے ۲۳ مئی دوشنبہ کے روز بیعت فارم پُر کیا۔ اور باقاعدہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئیں۔ آپ ایک اعلیٰ فرانسیسی خاندان سے ہیں۔ ان کی عمر تقریباً ۵۵ سال ہو گی۔ انگریزی زبان میں انہیں کافی دسترس حاصل ہے۔ اور فرانسیسی زبان میں اعلیٰ ادبی معیار حاصل ہے۔ ایک عرصہ سے زیر تبلیغ تھیں۔ سلسلہ کا جس قدر لٹریچر یہاں میرے پاس انگریزی زبان میں موجود تھا۔ اس میں سے اکثر کا مطالعہ انہوں نے بیعت سے قبل کیا۔ قرآن مجید فرانسیسی زبان میں خرید کر مطالعہ کیا۔ اور اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سوانح حیات بھی۔ اسی عرصہ میں قرآن مجید اور دیگر کتب کے مطالعہ سے جس قدر سوالات انہیں پیدا ہوئے مجھ سے دریافت کرتی رہیں۔ اور اسی غرض کے لئے ہفتہ میں ایک بار ضرور دار التبلیغ میں باقاعدہ آتی رہیں۔ بیعت کے مطابق نماز عربی میں پڑھنی شروع کر دی تھی۔ تا کہ جلد از جلد باقاعدہ عربی میں نماز ادا کر سکیں تا دم تحریر مکمل نماز عربی میں زبانی یاد کر چکی ہیں۔ اور اب بفضلہ تعالیٰ عربی میں روزانہ نمازیں ادا کرتی ہیں۔ انگریزی اور فرانسیسی زبان میں مہارت کی وجہ سے کبھی میرے بعض مضامین کے فرانسیسی ترجمہ میں میرے ساتھ امداد بھی کرتی ہیں۔ اور آئندہ بھی مشن کے لئے انشاء اللہ مفید کام کر سکیں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بیعت فارم پُر کرنے کے بعد سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے منظوری کی اطلاع موصول ہو چکی ہے۔ حضور کی خدمت میں ان کے اسلامی نام کے لئے بھی عرض کیا تھا۔ حضور نے ازراہ لطف ان کا اسلامی نام عائشہ رکھا ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں سیدۃ النساء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسلام کی حقیقی خادمہ اور مخلصہ بنائے۔ آمین۔ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی قوم میں سب سے پہلے اسلام قبول کر کے احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں اس سعادت کا اہل بنائے۔ اور اپنے ساتھ اور بہتوں کی ہدایت کا باعث ہوں۔ آمین۔ احباب کی خدمت میں ان کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہی مبارک الفاظ میں دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں بڑھتا ہوا ایمان اور جوشِ ایمان عطا فرمائے۔ اور وہ عائشہ نام کی اہل ثابت ہوں۔ آمین۔

ماہ مئی فرانس میں احمدیت کی تبلیغ کے لئے کسی قدر خصوصیت رکھتا ہے۔ آج سے تین سال قبل اسی ماہ میں خاکسار کو یہاں اَکر مشن کے قیام کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور اب اسی ماہ میں خدا تعالیٰ نے اسلام کا پہلا ثمر عطا فرمایا ہے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ ماہ زیر رپورٹ کی دیگر تبلیغی مساعی مختصراً حسب ذیل ہیں:۔

تقاریر:۔ حسب پروگرام اس ماہ کے دوران میں پندرہ روزہ دو تبلیغی اجلاس کے انعقاد کی توفیق حاصل ہوئی۔ پہلے اجلاس میں تقریر کا موضوع "اسلام اور غلامی" تھا۔ اور دوسری تقریر کا موضوع "اسلام اور تصوف" تھا۔ دونوں اجلاس کے لئے حسب معمول پیرس ریڈیو پر اعلان کرایا گیا۔ دونوں لیکچرز کے بعد بعض سامعین نے سوالات کئے۔ جن کے جوابات دیئے گئے۔ مؤخر الذکر موضوع کا اسی لئے انتخاب کیا گیا۔ کیونکہ بعض لوگ تصوف کے متعلق بالکل خلاف اسلام نظریات قائم کر کے اسے اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور ایک حد تک ان خلاف اسلام نظریات میں دلچسپی لیتے ہیں۔

ملاقاتیں:۔ بعض لوگ تبلیغی استفسارات اور گفتگو کے لئے گھر پر ملنے کے لئے آتے رہے۔ ان میں سے ایک صاحب خاص طور پر دلچسپی سے لٹریچر کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اور اکثر ملتے رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان پر تبلیغی ملاقاتوں کا خاص اثر ہے۔ بعض تقریری اجلاسوں میں بھی آتے رہے ہیں۔ ترجمہ وغیرہ کے کام میں بھی امداد دیتے رہے۔ متعدد بار گھر پر کھانے اور چائے پر مدعو کرتے رہے۔ اور ان تمام مواقع پر تین تین چار چار گھنٹے تبلیغی گفتگو کا موقع ملتا رہا۔ اللہ تعالیٰ انہیں حق کے قبول کرنے کے لئے مکمل انشراح عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک دن ایک صاحب اچانک ملنے کے لئے تشریف لائے۔ ایک پبلک لائبریری میں تقریری اجلاس کا پوسٹر پڑھ کر۔ انہیں "اسلامی اصول کی فلاسفی" پڑھنے کے لئے دی۔ ایک صاحب نے کھانے کی دعوت پر بلایا۔ ان سے ۲½ گھنٹے تک تبلیغی گفتگو ہوتی رہی۔

پریس:۔ اس ماہ کے دوران میں پیرس کے ایک ہفتہ وار اخبار میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے متعلق ایک تبلیغی مضمون شائع کرنے کی توفیق ملی۔ یہ پہلا مضمون ہے جو پیرس کے اخباروں میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ مبارک کے ہمراہ شائع ہوا۔ خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں بھی حضور کی بعثت اور پیغام کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائی۔ رائٹر کے ایک نامہ نگار نے گھر پر چائے پر بلایا۔ انہوں نے ۵۰۰ الفاظ پر "یورپ میں احمدیت کی تبلیغی مساعی" پر ایک مستقل مضمون اپنی سروس پر بھجوایا تھا۔ اس کی ایک کاپی مجھے دی۔ اس کا ترجمہ انشاء اللہ آئندہ عرض کر سکوں گا۔ اس ماہ کے دوران میں رائٹر والوں نے دو مواقع پر مختلف موضوعات پر معلومات حاصل کیں۔

متفرق:۔ کتب کی اشاعت کے لئے ایک کتب فروش سے ملنے گیا۔ تبلیغ کے لئے لٹریچر کی شدت سے ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین۔ بعض زیر تبلیغ دوستوں کو تبلیغی خطوط لکھے۔ زیر تالیف کتاب کے ۲۰ صفحات لکھے۔

الفضل میں ان ناقص مساعی کے عنوان اختصاراً دعا کی تحریک کی غرض سے عرض ہیں۔ مخلصین سلسلہ کی خدمت میں خاص طور پر دعا کے لئے عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بیش از بیش مساعی کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان ناچیز مساعی میں برکت بھی عطا فرمائے۔ اور اس خطۂ سنگلاخ کی ان پتھریلی چٹانوں کو اپنے حق کے سورج کے سامنے موم کی مانند پگھلا دے۔ تین سال کا عرصہ وقت اور زمانہ کے لحاظ سے ایک لمبا عرصہ ہے۔ اور نتائج کے بغیر سعی کے لئے ایک حوصلہ شکن مدت۔ کام کے لئے سب سے بڑی حوصلہ افزائی کام کے نتائج ہوا کرتے ہیں۔ جو کام کے لئے نئی امنگ کا باعث ہوتے ہیں۔ ورنہ ان کے بغیر ضعیف انسان کبھی گھبرا بھی سکتا ہے۔ احباب کی خدمت میں دردمندانہ درخواستِ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ایسی حالت سے ہمیشہ محفوظ فرمائے۔ فرانس جس قدر اس کام کے لئے پتھر کا سینہ رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس سے بڑھ کر استقلال و حوصلہ عطا فرمائے۔ اور اپنی رحمتوں اور فضلوں سے کبھی مایوس نہ ہونے دے۔ کہ ہم ہر آن صرف اور صرف اسکی رحمتوں اور فضلوں کے توکل پر چلے چلیں۔ اس دن تک کہ ہمارا خدا ان مخالف سیلابوں کی طغیانیوں کو الٹا دے۔ اور ان کی جگہ اسلام اور احمدیت کی جہانگیر رَو کو جاری فرما دے۔ اور وہی ہمارا خدا ظلمت کی وادیوں اور ضلالت کی گہرائیوں کو حکم دیدے کہ وہ اپنی تاریکیوں اور گہرائیوں سے خدا کی ساری ہی مخلوق کو اگل دیں۔ کہ وہ حق اور صداقت کی سطح پر ابھر کر ہمیشہ کے لئے نورِ ہدایت پائیں۔ اور اب جبکہ اس نے اسی سرزمین میں صداقت کا سنگِ اول قائم فرما دیا ہے۔ تو ہمارا خدا اس سنگِ اول کے ساتھ جلد از جلد اور اینٹیں بھی جمع کرتا چلا جائے کہ ان سے ایک ایسی ملت والی

فلسفۂ محبتؐ

خدا تعالیٰ سے محبت کرنے کا آسان اور صحیح طریقہ

(سلسلہ کیلئے دیکھئے الفضل ۶ اگست ۱۹۵۰ء)

از حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب موجد قاعدہ یسرنا القرآن

(۲)

ذاتی محبت

چوتھی وجہ دھوکہ کھانے کی یہ ہے کہ ان لوگوں [کو] ذاتی محبت کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی۔ ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ ذاتی محبت وہ ہوتی ہے۔ جو صرف ذات سے ہو اور صفات کا اس سے کوئی تعلق نہ ہو۔ بے شک محبت ہمیشہ ذات سے ہی ہوا کرتی ہے۔ لیکن صفات محبت کا ذریعہ ہوا کرتی ہیں۔ اگر صفات نہ ہوں تو محبت کا بھی وجود [نہیں] ہے اور نہ ذات کا قیام صفات کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اگر صفات نہ ہوں تو موصوف بھی نہیں ہو سکتا۔ جب موصوف یعنے ذات نہ ہوئی تو پھر محبت کس سے ہو گی؟ غرض ذات کا بغیر صفات کے ہونا ناممکن ہے۔ مثنوی میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی پیٹھ پر شیر کی تصویر گدوانی چاہی۔ گودنے والا جب شیر کے کان بنانے لگا تو اس شخص کو تکلیف ہوئی۔ پوچھا کہ شیر کا کونسا عضو بنانے لگے ہو۔ گودنے والے نے کہا:۔ کان۔ اس شخص [نے] کہا کہ کانوں کو چھوڑ دو کوئی اور عضو بناؤ۔ گودنے والا جب گودنے لگا تو پھر تکلیف ہوئی اس شخص نے پوچھا اب کیا بناتے ہو گودنے والے نے کہا پیٹ۔ گدوانے والے نے کہا اسے چھوڑ دو کچھ اور بناؤ۔ گودنے والا جب گودنے لگا تو پھر تکلیف ہوئی۔ پوچھا اب کیا بناتے ہو؟ گودنے والے نے کہا کہ سر۔ جب تکلیف ہوئی تو کہا اسے چھوڑ دو کچھ اور بناؤ۔ اس پر گودنے والا الگ بیٹھا اور کہا ؎

بے سر و گوش و شکم شیر کہ دید
ایں چنیں شیرے خدا کے آفرید

یعنے ایسا شیر جس کی صفات نہ ہوں اور صرف نام ہے نہیں ہوا کرتا۔ یہ حُسنِ صفات ہی ہے جو صاحبِ صفات کا یا یوں کہو کہ ذات کا عاشق بناتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کی تمام صفات انسان کے لئے مفید ہیں۔ ایک صفت بھی خدا تعالیٰ کی ایسی نہیں جو انسان کے لئے مفید نہ ہو۔ کیا اللہ تعالےٰ کا رازق ہونا انسان کے لئے مفید نہیں؟ کیا اس کا قادر ہونا انسان کے لئے مفید نہیں؟

. . . .

کیا اس کا غفور اور تواب ہونا انسان کے لئے مفید نہیں؟ کیا اس کا رحیم اور کریم اور رب ہونا انسان کے لئے مفید نہیں؟ کیا اُس کا علیم ہونا خبیر ہونا۔ حافظ و ناصر ہونا۔ حاضر و ناظر ہونا۔ قریب ہونا انسان کے لئے مفید نہیں؟ یقیناً یہ تمام صفات انسان کے لئے مفید ہیں۔ یہانتک کہ اس کا ہونا اور اس کا ایک ہونا اور اس کا لاشریک ہونا اور ازلی ہونا اور ابدی ہونا بھی انسان کے لئے مفید ہے۔ چنانچہ خدا کا ہونا اس لئے مفید ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو ہم بھی نہ ہوتے اور ابدی جسمانی لذات اور ابدی روحانی خوشی بھی حاصل نہ کر سکتے۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہمارا ابدی اور خوش اور بلا کدورت زندگی بسر کرنا معدوم ہونے یعنے نہ ہونے کی نسبت بہتر ہے اور اسی لئے انسان ہستی کو نیستی پر ترجیح دیتا ہے۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ دائمی خوش زندگی ہر انسان کو ملے گی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ دائمی خیرِ محض ہے۔ کوئی مرنے کے بعد بلا توقف جنت میں داخل کیا جائے گا اور کوئی دوزخ میں صرف ایک محدود عرصہ رہ کر جنت میں داخل ہوگا۔ مگر ہوگا ضرور۔ حدیث شریف میں ہے:۔

یَاْتِیْ عَلٰی جَهَنَّمَ زَمَانٌ لَیْسَ فِیْهَا اَحَدٌ وَنَسِیْمُ الصَّبَا تُحَرِّكُ اَبْوَابَهَا۔

اور خدا تعالےٰ کا ایک ہونا انسان کے لئے اس لئے مفید ہے کہ اگر منعم دو یا دو سے زیادہ ہوں تو فقیروں کی طرح در بدر خاک بسر ہونا پڑتا ہے۔ کبھی ایک دروازے پر گئے۔ وہاں سے جواب ملا تو دوسرے کے دروازے پر گئے۔ وہاں سے جواب ملا تو تیسرے دروازے پر گئے۔ پھر بہت سے منعم ہونے کی وجہ سے غریب کا ذمہ وار کوئی نہیں بنتا۔ یونہی مارا مارا پھرتا۔ اگر منعم ایک ہو تو اسے غریب پر ضرور رحم آتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس غریب کا میرے سوا اور کہیں ٹھکانا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالےٰ کا ایک ہونا ہی انسان کے لئے بہتر ہے۔ سعدیؒ کا شعر ہے ؎

ترا بندہ از من بہ افتد بسے
مرا خواجہ چوں تو نیفتد کسے

لاشریک ہونا اسلئے انسان کے لئے مفید ہے کہ اکیلا اور واحد منعم کامل قدرت والا اور کامل علم والا اور بےنقص ہوتا ہے اس لئے انسان اس سے فائدہ حاصل کرنے میں ناقص اور محروم نہیں رہتا۔ اگر منعم بہت سے ہوں تو وہ سب ناقص ہوں گے اور انسان کو ان سے پورا فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

خدا تعالےٰ کا ازلی ہونا بھی انسان کے لئے اس لئے ضروری ہے کہ جو ازلی ہوگا وہ غیر مخلوق ہونے کی وجہ سے کامل علم اور کامل قدرت والا اور بےنقص ہوگا۔ اس لئے انسان کی تمام ضروریات اس سے پوری ہوں گی۔ اور جو ازلی نہ ہوگا وہ مخلوق ہونے کی وجہ سے محدود ہوگا اور محدود ہونے کی وجہ سے کمزور اور ناقص ہوگا۔ پس ایسی ہستی خود محتاج اور ناقص ہونے کی وجہ سے انسان کی حاجتیں کیسے پوری کر سکتی ہے۔

اور خدا تعالیٰ کا ابدی ہونا بھی انسان کے لئے مفید ہے۔ کیونکہ انسان کو ابدی طور پر اس سے فائدہ حاصل ہوتا رہے گا۔ یہ یاد رہے کہ انسان اگرچہ ازلی نہیں ہے مگر ابدی ضرور ہے۔

غرض یہ حُسنِ صفات ہی ہے جس کی وجہ سے انسان خدا تعالےٰ کے ساتھ محبت کر سکتا ہے۔ لیکن فیجِ اعوج کے ان صوفیوں نے محبت ذاتیہ کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ خدا تعالےٰ کی صفات کے ساتھ کوئی غرض نہ رکھی جائے بلکہ صرف ذات کے ساتھ تعلق رکھا جائے۔ حالانکہ جیسا کہ میں نے پیچھے بتایا ہے ذات کے ساتھ تعلق ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ صفات کے ساتھ تعلق نہ رکھا جائے۔ اب میں ذیل میں ذاتی محبت کا صحیح مطلب لکھ دیتا ہوں۔ واضح ہو کہ اسبات کا ثبوت تو پیچھے دے دیا گیا کہ خدا تعالےٰ ایک ایسی ہستی ہے جس کا کام انسان کو فائدہ پہنچانا ہے کیونکہ وہ خیر محض ہے اور اس کا فائدہ پہنچانا دائمی ہے اور کبھی بند نہیں ہوتا نیز یہ کہ کوئی ایسا انسان نہیں جو شروع پیدائش سے ہی خدا تعالےٰ سے فائدہ حاصل نہ کر رہا ہو۔ اور آئندہ ہمیشہ فائدہ حاصل نہ کرے۔ پس یہ دعوے تو کوئی کر ہی نہیں سکتا کہ وہ خدا تعالےٰ سے بےغرض محبت کرتا ہے کیونکہ بموجب حدیث جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْهَا انسان جس سے فائدہ حاصل کرے گا اس سے ضرور محبت کرے گا۔ لہٰذا ذاتی محبت کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالےٰ کی صفات کو چھوڑ کر محض اس کی ذات سے محبت کی جائے اور نہ صفات کو چھوڑ کر صرف ذات سے محبت ہو ہی سکتی ہے۔ کیونکہ محبت کرنے کے لئے پہلے شکل کا دیکھنا ضروری ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی شکل اس کی صفات ہیں۔ غرض خدا تعالےٰ کے ساتھ محبت کرنے کے لئے اس کی صفات کو دیکھنا لابدی ہے۔ کیونکہ صفات کو دیکھے بغیر خدا تعالےٰ نظر آ ہی نہیں سکتا۔

پس جب اس بات کا فیصلہ ہو چکا کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ محبت کرنے کے لئے صفات کو چھوڑا نہیں جا سکتا تو اب میں بتاتا ہوں کہ ذاتی محبت کا اصل اور صحیح مطلب کیا ہے اور خدا تعالےٰ کے ساتھ ذاتی محبت کرنے کا کیوں حکم دیا گیا۔ سو واضح ہو کہ ذاتی محبت کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ صرف خدا تعالیٰ کو اپنا منعم اور محسن اور رب سمجھا جائے اور اس کی نسبت یہ کامل یقین ہو کہ اس کے سوا اور کوئی ذات ایسی نہیں جو مجھے فائدہ پہنچا سکے۔ اس یقین کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص کسی حالت اور کسی صورت میں بھی خدا تعالےٰ کو نہیں چھوڑتا اور کسی اور کی طرف رخ نہیں کرتا۔ مرنا قبول کرے گا مگر خدا تعالےٰ کو نہیں چھوڑے گا۔ وجہ یہ کہ وہ سمجھتا ہے کہ میرا اس کے سوا اور کہیں ٹھکانا نہیں اور اس کے سوا میرا اور کوئی محسن اور منعم اور یار و مددگار نہیں۔ سعدیؒ نے اس مضمون کو بھی اسی شعر میں ادا کیا ہے جو پیچھے لکھا گیا اور کیا ہی اچھا کہا ہے:۔ ؎

ترا بندہ از من بہ افتد بسے
مرا خواجہ چوں تو نیفتد کسے

یاد رہے کہ خدا تعالےٰ سے ذاتی محبت کرنا لابدی ہے کیونکہ خدا تعالےٰ کے سوا جو کچھ بھی ہے خواہ جاندار ہو خواہ بے جان۔ خواہ انسان ہو یا حیوان خدا تعالےٰ کی ربوبیت کا واسطہ اور ذریعہ اور سبب ہے خود بنفسہٖ اور بذاتہٖ ہرگز فائدہ پہنچانے والی نہیں۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے ذاتی محبت کا حکم دیا گیا اور یہ حکم صدق پر مبنی ہے جو شخص غیر اللہ سے محبت کرتا ہے اس نے جھوٹ کو اختیار کیا ہے۔ کیونکہ محبت کی بنیاد احسان پر ہے۔ اور غیر اللہ کا محسن ہونا ناممکن اور محال ہے محسن صرف خدا تعالےٰ ہے اور جو کچھ خدا تعالےٰ کے سوا ہے وہ احسان الٰہی کا صرف ذریعہ اور واسطہ ہے۔

دراصل ذاتی محبت اور ترکِ شرک اور توحید ایک ہی چیز ہے۔ صرف نام مختلف ہیں۔ خدا تعالےٰ نے جو لوگوں کو شرک سے منع کیا اور توحید کا حکم دیا تو اس میں خدا تعالےٰ کا کوئی فائدہ نہیں اور اگر سارا جہان بھی شرک میں مبتلا ہو جائے تو اس میں خدا تعالےٰ کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ وہ صمد ہے۔ بےنیاز ہے اور غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ہے۔ بلکہ یہ حکم خدا تعالےٰ نے اس لئے دیا کہ شرک میں انسان کا نقصان ہے۔ یہ کہ خدا تعالےٰ کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ کمزور ناقص اور محتاج ہے۔ پس اگر انسان خدا تعالےٰ کو چھوڑ کر کسی اور طرف فائدہ حاصل کرنے کے لئے رخ کرے گا۔ تو نقصان اٹھائے گا اور دکھ میں مبتلا ہوگا کیونکہ جو خود محتاج ہو وہ دوسرے کی حاجت کس طرح پوری کر سکتا ہے۔ مثل مشہور ہے ؎

آپ میاں منگتے باہر کھڑے درویش

گویا یہ لا الٰہ الا اللہ کا بھی یہی مطلب ہے یعنی اللہ تعالےٰ کے سوا انسان کا کوئی [illegible] نہیں۔ معبود اس لئے کہ وہ محبوب ہے محبوب اس لئے کہ اس کے سوا انسان کا [illegible] منعم اور محسن نہیں۔ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا [illegible]

(باقی صفحہ [illegible] پر)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے دو پُر معارف مضمون

(مرسلہ مکرم عبد الحمید صاحب آصف)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعدد مضامین الفضل کے علاوہ دوسرے رسالوں میں بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔ خاکسار کی ایک عرصہ سے یہ کوشش رہی ہے۔ کہ ان سب کو جمع کرکے الفضل میں شائع کروا دیا جائے۔ تا احباب اُن سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور اگر کوئی درد مند دل ان کو کتابی صورت میں شائع کرنا چاہے۔ تو اس کے لئے بھی آسانی ہو۔ حضور کے دو ایسے مضامین بعنوان "قربانیوں کی عید" اور "من کی حقیقت" علی الترتیب "نیرنگ خیال" اور "ادبی دنیا" میں شائع ہوئے تھے۔ وہ الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔ قربانیوں کی عید تو ۱۵ نومبر کے الفضل میں شائع ہوا تھا۔ اور "من کی حقیقت" جس میں حضور نے من اور سلویٰ پر مفصل بحث کی تھی غالباً ۱۹۴۵ء کے الفضل کے دو پرچوں میں شائع ہوا تھا۔ اس قسم کے مضامین میں سے آج دو چھوٹے سے مگر پُر معارف مفید جامع مضمون احباب کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

نوٹ:۔ اگر کسی دوست کو حضور کے ایسے مضامین کے متعلق علم ہو جو الفضل کے علاوہ دوسرے رسالوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ تو وہ خاکسار کو مہربانی کرکے اطلاع دیں تا ان مضامین کو تلاش کرکے الفضل میں شائع کروایا جائے۔ (عبد الحمید آصف)

کامیابی

(رسالہ کامیابی میں حضور کا یہ مضمون شائع ہوا)

"کامیابی ایک ایسا لفظ ہے۔ جس کے معنوں سے عام طور پر ہمارے اہلِ ملک ناواقف ہیں۔ اور یہی وجہ ہماری ناکامیوں کی ہے۔ ہمارے ملک میں کامیابی نام ہے روپیہ کا کامیابی نام ہے اچھے کپڑے پہننے کا اور اچھے کھانے کھانے کا۔ کامیابی نام ہے لوگوں پر تسلط پانے اور حکومت کرنے کا۔ مگر حق یہ ہے۔ کہ اس سے زیادہ غلط مفہوم کامیابی کا نہیں ہو سکتا۔ جن چیزوں کو ہم کامیابی قرار دیتے ہیں۔ انہیں کو اپنا کام (یعنی مقصد) بنانا کامیابی کے لئے مہلک ہوا کرتا ہے۔ یہ چیزیں خود کامیابی نہیں بلکہ بعض دفعہ کامیابی کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہیں۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے بعض لوگ پوچھ بیٹھا کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام حسینؓ کیوں ناکام ہوئے اور یزید کیوں کامیاب ہوا۔ حالانکہ اگر غور کرتے تو یزید باوجود مال و دولت اور جاہ و حشم کے ناکام رہا۔ اور حضرت امام حسین باوجود شہادت کے کامیاب رہے۔ کیونکہ اُن کا مقصد حکومت نہیں بلکہ حقوق العباد کی حفاظت تھا تیرہ سو سال گذر چکے ہیں۔ مگر وہ اصول جس کی تائید میں حضرت امام حسین کھڑے ہوئے تھے۔ یعنی انتخاب کا حق اہلِ ملک کو ہے۔ کوئی بیٹا اپنے باپ کے بعد بطور وراثت اُس حق پر قابض نہیں ہو سکتا آج بھی ویسا ہی مقدس ہے۔ جیسے کہ پہلے تھا۔ بلکہ ان کی شہادت نے اس حق کو اور بھی نمایاں کر دیا ہے۔ پس کامیاب حضرت امام حسین ہوئے نہ کہ یزید قرآن کریم نے نہایت مختصر الفاظ میں کامیابی کا گُر بتایا ہے۔ اور میں اس کی طرف ناظرین کامیابی کو توجہ دلاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه واعدلهم

جنت تجری تحتها الانهر خلدین فیها ابدا۔ ذالک الفوز العظیم۔ (سورۃ توبہ ع ۱۳)

یعنی وہ لوگ جو دوسروں سے آگے نکلنے اور اوّل رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی ہر ایک چیز کو قربان کر دیتے ہیں۔ یا ایسے لوگوں کے ممد اور معاون ہوتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو مذکورہ بالا جماعت کے نقشِ قدم پر پوری طرح چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ اور اس نے ان لوگوں کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں۔ جن کے اندر نہریں بہتی ہیں۔ اور وہ ان میں بستے چلے جائیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ کہ اصل کامیابی اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ آرام اور آسائش کے سامان اس کے نتیجے میں ملتے ہیں۔ خود مقصود بالذات نہیں ہوتے۔ اور نیز یہ بتایا گیا ہے کہ کامیابی کا گُر یہ ہے کہ کوئی قوم ان مقاصد عالیہ کے حصول کیلئے جو قربانی چاہتے ہیں۔ اور جن کا فائدہ بادی النظر میں انسان کی اپنی ذات کو نہیں بلکہ دوسروں کو پہنچتا ہے۔ دوسری اقوام سے آگے بڑھنے اور اوّل رہنے کی کوشش کرے یہی وہ گُر ہے جسے ہماری قوم نے نظر انداز کر دیا ہے اور یہی وہ گُر ہے جس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے ہمارے اندر دولت مند بھی ہیں اور صاحب جائداد بھی لیکن باوجود اس کے ہم کامیاب نہیں۔ اس لئے کہ ہماری قوم اور ہمارے اہلِ ملک کی کوشش اپنے نفس کی عزت اور اپنے آرام کے حصول کے لئے خرچ ہوتی ہیں۔ لیکن کامیابی کا گُر یہ ہے کہ قوم سب کی سب مہاجر ہو جائے۔ یعنی اپنے نفس کو بھلا کر ان کاموں میں لگ جائے جو بنی نوع انسان کی مجموعی ترقی کا موجب ہوں۔ یا انصار بن جائے یعنی ایسے لوگوں کی مددگار اور معاون ہو۔ حتیٰ کہ دنیا کا ہر ایک ملک اپنے گرد و پیش ایسے سامان دیکھے جن کے بغیر اس کا گذارہ مشکل تھا۔ اور جن کا حصول اسی قوم کی شدید قربانیوں کے بغیر ناممکن تھا۔ یہ قوم کامیاب ہوتی ہے۔ اور اس کا ذکر خیر دنیا سے کبھی نہیں مٹ سکتا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ میرے برادران وطن اسی صداقت کو سمجھ کر اس کی طرف پوری توجہ کریں گے۔ خالی نقل سے وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ وہ بعض علوم و فنون میں سابقون الاولون بننے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اور دوسری اقوام کو اپنے پیچھے چلانے میں کامیاب نہ ہوں گے۔ وہ برابر ناکامی کا منہ دیکھتے رہیں گے۔ لیکن کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ ہماری سابقہ ناکامیاں ہمیں بیدار کر دیں۔ کیا ہماری پستی کے لئے کوئی اور قعرِ مذلت باقی ہے۔ جس تک گرنا ہمارے لئے ضروری ہے کیا ہم بچپن کے زمانہ سے نکل کر شباب نہیں بلکہ پیری کا زمانہ ہی دیکھیں گے۔ اور پھر نابالغ سے رہیں گے۔ خدا نہ کرے۔ کہ ایسا ہو۔ بلکہ خدا کرے کہ ہماری قوم بیدار ہو کر مہاجرین و انصار کا رنگ دکھاتی ہوئی دنیا کو تا قیامت ۔ کہ میدان میں سابقون الاولون کے دوش بدوش کھڑی ہو۔ اور ہر ایک قربانی عارضی نہیں بلکہ مستقل اس پر آسان ہو اور وہ کامیابی کے میدان میں ایک ایسی پائدار یادگار چھوڑ دے جس کے نقش مرورِ زمانہ سے بھی نہ مٹ سکیں"

آمین۔ اللّٰھم آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؀

(رسالہ کامیابی جون ۱۹۲۹ء جلد ا نمبر ۱)

مضمون نویسی کے لئے اہم ہدایات

مجھ سے آپ لوگوں نے درخواست کی ہے۔ کہ آپ کے رسالہ کے لئے کوئی مضمون لکھوں۔ اور کوئی مضمون تو اس وقت میں لکھ نہیں سکتا۔ صرف اس رسالہ کے اجراء کے متعلق ہی آپ لوگوں کو کچھ نصائح کرتا ہوں ہر ایک کالج میں آج کل رواج ہے کہ اس کے طلبہ اپنے تعلقات کو کالج سے مضبوط کرنے کے لئے ایک رسالہ جاری کرتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ سے نہ صرف اپنے لئے ایک میدان کار نکال لیتے ہیں۔ بلکہ اس کے ذریعہ سے کالج کے پرانے طلباء کا تعلق بھی کالج سے قائم رہتا ہے۔ کیونکہ وہ اس میں مضمون لکھتے رہتے ہیں۔ اور کالج کے حالات سے آگاہ رہتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے اس رسالہ کا اجراء یقیناً کالج کیلئے انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ لیکن آپ لوگوں کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے کہ صرف رسالہ کے اجراء سے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ محنت کرنے اور علم کو بڑھاتے رہنے کی آپ لوگ کوشش نہ کریں۔ معمولی مضمون ہر ایک شخص لکھ سکتا ہے۔ لیکن اس کوشش میں بہت کم لوگ کامیاب ہو سکتے ہیں کہ ایسا مضمون لکھیں۔ جو دوسروں کے لئے زیادتی علم کا موجب ہو۔ حالانکہ اصل مضمون وہی ہے۔ جو اپنے اندر کوئی نئی بات رکھتا ہو۔ پس میں آپ کو نصیحت کروں گا۔ کہ آپ اپنے رسالہ میں ہمیشہ کوشش کرکے مضمون لکھیں۔ اور ان امور کو مدنظر رکھیں۔

۱۔ ایسے مضمونوں کو منتخب کریں۔ جو واقعہ میں مفید ہوں۔ اور صرف ذہنی دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش نہ کی گئی ہو۔

۲۔ ہمیشہ اس امر کو مدنظر رکھیں۔ کہ مضمون کی طبعی ترتیب قائم رکھی جائے۔ تاکہ پڑھنے والے کے اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

(۳) ہمیشہ مضمون میں ایسے مفید پہلو پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ جو اس سے پہلے زیر بحث نہ آئے ہوں۔

(۴) ہمیشہ ایسے امور پر بحث کریں جن سے ذہن میں وسعت پیدا ہو۔ اور تنگ ظرفی اور کج فہمی پیدا کرنے والے نہ ہوں۔

(۵) ہمیشہ یہ کوشش کریں کہ تقویٰ کا دامن نہ چھوٹے اپنے خیال کو ثابت کرنے کے لئے کبھی جھوٹے استدلال کو کام میں نہ لاویں۔

(۶) اگر کسی امر میں اپنی غلطی معلوم ہو تو اس کے اقرار کرنے سے دریغ نہ ہو۔

(۷) جن لوگوں کو آپ سے پہلے علم پر غور کرنے کا موقعہ ملا ہو۔ ان کے غور و فکر کے نتائج کو مناسب درجہ دیں لیکن

۸۔ یہ یاد رہے۔ کہ انسانی علم کی ترقی کبھی مسدود نہیں ہو سکتی۔ مگر ساتھ ہی یہ امر بھی ہے۔ کہ

(۹) علم کے جس مقام پر اب دنیا ہے۔ وہ پہلوں کی قربانی کا نتیجہ ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے۔ تو ہم بھی اس مقام پر کھڑے نہ ہوتے پس ان کی غلطیاں ہی ہماری اصابت رائے کا موجب ہیں۔

(جامعہ احمدیہ سالانہ نمبر دسمبر ۱۹۳۰ء)

نامہ نگار دوستوں سے

جو دوست الفضل میں اشاعت کے لئے مضمون وغیرہ ارسال کرتے ہیں گو وہ اپنے نقطہ نظر سے اپنے فرض کو ادا کرتے ہیں۔ مگر ہم ادارہ پر ان کا احسان سمجھتے ہیں۔ اور اُن کو اپنا محسن خیال کرتے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی مضمون یا اعلان شائع نہیں ہوتا۔ تو اُس کی وجہ دشمنی یا کینہ نہیں ہوتی۔ بلکہ ایسے احباب کو اعتماد کرنا چاہیئے کہ کسی وجہ سے مضمون قابلِ اشاعت نہیں سمجھا گیا۔ یا بعد میں کسی وقت شائع ہو جائے گا۔ الفضل کا ادارہ ہر چیز کے لئے جوابدہ ہے۔ احباب کو ہماری مجبوریوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور اصرار نہیں کرنا چاہیئے۔

(ادارہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ خود الفضل خرید کر پڑھے۔

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ فوراً دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت ع ۱۱۶۱۶ :۔ میں احمد علی ولد چوہدری جمبو خان صاحب عمر ۴۵ سال ساکن شیخوپورہ ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۴/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک عدد رہائشی مکان پختہ و خام رقبہ ۱/۲ ۶ مرلہ قیمتی مبلغ -/۵۰۰۰ روپیہ۔ اتنی رقبہ محلہ احمد پورہ ایک مکان پختہ جس پر کرایہ دار نے ناجائز قبضہ کر کے اپنے آپ کو مالک ظاہر کیا ہے۔ اور میں نے اس کے خلاف عدالت میں سینئر سب جج میں دعویٰ مکان دخل یابی کیا ہوا ہے۔ رقبہ تقریباً تین مرلہ۔ قیمت اندازاً -/۲۰۰۰ روپیہ۔ ایک ایکڑ زمین واقعہ رقبہ آڑو دیانوالہ تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں شاملات وہ ہے -/۳۰۰ صد روپیہ میں خریدی ہوئی ہے۔ جس کی تقسیم کا مقدمہ زیر سماعت ہے۔ جائیداد منقولہ میں نقد مبلغ -/۲۵۰۰ روپیہ۔

جائداد منقولہ میں مبلغ -/۱۲۵۰ روپیہ سنٹرل کوآپریٹو بنک شیخوپورہ میں جمع ہے بجو کہ انجمن امداد قرضہ باہمی شیخوپورہ نے ایک فرضی ضمانت نامہ میں قرق کرایا ہوا ہے۔ اس کے متعلق کاغذات زیر سماعت ہیں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گزارہ صرف جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد مبلغ -/۴۰ چالیس روپے پر ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ العبد: احمد علی بقلم خود۔

گواہ شد:۔ ولایت شاہ عفی عنہ انسپکٹر وصایا۔

گواہ شد:۔ صوفی خدا بخش واقف زندگی انسپکٹر تحریک جدید

وصیت ع ۱۱۶۲۶ :۔ میں عطا محمد ولد احمد خان صاحب عمر ۲۲ سال ساکن رتن باغ لاہور ڈاکخانہ لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۱/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ میری آمد پر ہے جو اس وقت تیس -/۳۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد میری جو جائداد بھی منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ العبد: عطا محمد ولد احمد خان

گواہ شد: نور محمد باڈی گارڈ رتن باغ۔ گواہ شد: فتح دین کلرک دفتر پرائیویٹ سیکرٹری

وصیت ع ۱۱۶۲۷ :۔ میں سرداراں بی بی زوجہ محمد عبد اللہ صاحب درزی سکنہ چنیوٹ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۷/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ مہر -/۲۰۰ روپیہ صرف کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ الامتہ: موصیہ سرداراں بی بی نشان انگوٹھا

گواہ شد: محمد اسمٰعیل محلہ گڑھا کوچہ تلونڈی اگور دوارہ تھل سنگھ چنیوٹ ضلع جھنگ۔ گواہ شد: عبد اللہ بقلم خود درزی خاوند موصیہ

وصیت ع ۱۱۶۲۵ :۔ میں منور سلطانہ زوجہ بشیر احمد صاحب جو آجکل حال لائل پور شہر معرفت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی مبلغ سلسلہ احمدیہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد منقولہ بصورت زیور و مہر حسب ذیل ہے۔ کلستے طلائی تقریباً ایک تولہ قیمتی -/۱۰۸ روپیہ

انگوٹھی طلائی وزنی چھ ماشہ " -/۵۲ روپیہ

گلوبند طلائی تقریباً تین تولے " -/۳۰۰ "

حق مہر مبلغ -/۱۰۰۰ ایک ہزار روپیہ جو میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ کل مبلغ -/۱۴۶۰ روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں۔ اگر کوئی ہوئی۔ تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ الامتہ: منور سلطانہ

گواہ شد: بشیر احمد جوالداد خاوند موصیہ۔

گواہ شد: الراقم محمد اسمٰعیل مبلغ سلسلہ

وصیت ع ۱۱۶۳۰ :۔ میں دین محمد درویش ولد محمد عبد اللہ صاحب عمر ۲۰ سال ساکن ننگل باغبانان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۴/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد ارضی کوئی نہیں جائداد میرے والد صاحب کے نام ہے۔ میں کارخانہ میکسو ورکس میں کام کرتا تھا۔ اب درویشی حالت میں لنگر کا رہا ہوں۔ اور صرف -/۵ روپیہ صدر انجمن احمدیہ بطور عطیہ دیتی ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ جو جائیداد بھی پیدا کروں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ مذکورہ بالا رقم سے ماہوار اس کے مطابق چندہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور آئندہ جو جائداد بھی پیدا کروں اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور مطابق وصیت کے ادا کرتا رہوں گا جس قدر جائداد وفات کے وقت میری ثابت ہوگی۔ اس کے بعد ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ العبد دین محمد مذکور

گواہ شد:۔ جلال الدین صاحب ولد رحیم بخش صاحب

گواہ شد: چوہدری محمد طفیل موصی ع ۴۸۳۹ درویش ع ۵۶

وصیت نمبر ۱۱۶۶۲ :۔ میں برکت بی بی زوجہ ماسٹر محمد الدین صاحب عمر ۴۰ سال ساکن گوجرہ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۱۱/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد صرف حق مہر یکصد روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن کرتی ہوں۔ (حال ربوہ پاکستان) زیور کوئی نہیں ہے۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد اس کے علاوہ ثابت ہوگی۔ اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکورہ ہوگی۔ حق مہر وصول کیا ہوا ہے۔

العبد:۔ برکت بی بی زوجہ ماسٹر محمد الدین گواہ شد: استانی امتہ الحی صاحبہ زوجہ خواجہ عبد الکریم صاحب درویش قادیان۔ گواہ شد:۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد:۔ امتہ الرشید بنت خواجہ عبد الحق صاحب سیکرٹری لجنہ اماء اللہ۔ گوجرہ۔ لائل پور۔ محلہ چنگڑ۔

وصیت ع ۱۱۶۶۳ :۔ میں حلیمہ بیگم زوجہ عبد الغفور صاحب پٹواری عمر ۴۵ سال ساکن گوجرہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۱۱/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد میرا حق مہر مبلغ -/۵۰۰ روپیہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ چوڑیاں طلائی وزنی چار تولہ قیمتی تین صد بیس -/۳۲۰ روپیہ کلستے طلائی وزنی ایک تولہ " اسی -/۸۰ " انگوٹھیاں دو عدد ۱/۲ تولہ " چالیس -/۴۰ روپیہ پازیباں نقرئی بیس تولہ " بیس روپیہ -/۲۰ روپیہ کل میزان چار سو ساٹھ -/۴۶۰ روپیہ مذکورہ بالا جائداد حق مہر اور زیورات کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر میری کوئی جائداد ثابت ہوگی۔ تو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ الامتہ: حلیمہ بیگم زوجہ پٹواری عبد الغفور صاحب گوجرہ ضلع لائلپور۔ گواہ شد:۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد:۔ امتہ الحی زوجہ خواجہ عبد الکریم صاحب۔ گواہ شد: امتہ الرشید بنت خواجہ عبد الحق صاحب سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ گوجرہ ضلع لائل پور۔

وصیت نمبر ۱۱۶۶۴ :۔ میں طالع بی بی زوجہ عبد العزیز صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ عمر ۵۰ سال ساکن گوجرہ ڈاکخانہ خاص ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۱۱/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد سوائے زیورات کے اور کوئی نہیں ہے۔ ڈنڈیاں طلائی وزنی دو تولے قیمتی -/۱۶۰ روپیہ کے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان حال ربوہ پاکستان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر میری کوئی اور جائداد ثابت ہوگی۔ تو اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکورہ ہوگی۔ حق مہر مبلغ -/۵۰۰ روپیہ وصول کر کے خرچ کر چکی ہوں۔ الامتہ: نشان انگوٹھا۔ طالع بی بی زوجہ عبد العزیز صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ گوجرہ

گواہ شد:۔ امتہ الرشید بنت خواجہ عبد الحق صاحب سیکرٹری مال چنگڑ محلہ گوجرہ۔ گواہ شد: خورشید احمد انسپکٹر وصایا

آئندہ عالمگیر جنگ میں روس ایک محصور قلعہ ہوگا

گلاسگو ۷ اگست۔ آج کسی قوم کے لئے دنیا کو فتح کرنا ایک بڑی عظیم مہم ہے اور ایک اور عالمگیر جنگ کی صورت میں روس ایک ایسا محصور قلعہ بن کر رہ جائے گا جس کی قسمت میں ناکامی ہوگی یہ با اثر اخبار "گلاسگو ہیرلڈ" کے فوجی نامہ نگار کا اخذ کردہ نتیجہ ہے۔ نامہ نگار نے اس مرکزی پوزیشن کے جنگی اہمیت کے امکانات کا ایک طویل سروے کیا ہے جیسی کہ روس کو حاصل ہے۔ نامہ نگار نے لکھا ہے لکھا ہے کہ یہ مرکزی پوزیشن جو روس کی وسعت نے مل کر اس کو ایک ناقابل تسخیر کی حیثیت سے مشہور کر دیا ہے۔ جونہی ایک مرکزی ریاست دنیا کو فتح کرنے کے ارادے سے باہر قدم رکھتی ہے۔ اس کی کامیابی کے ساتھ جوابی حملوں کے خلاف اس کی پوزیشن کمزور ہوتی جاتی ہے دنیا کی طاقت یا شکست کا ہمیشہ سے یہی معاملہ رہا ہے اور ابھی تک ایک عالمگیر فاتح کے لئے چاہے وہ کمیونسٹ ہی کیوں نہ ہو وقت نہیں آیا ہے ایک امر محدود مقاصد کے لئے جنگوں کا خیال دل میں لا سکتا ہے ہٹلر نے درحقیقت محدود مقاصد کیلئے جنگوں کے سلسلہ کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں ہے کہ آمریت کے خلاف ایک مخلوط محاذ . . . . ہی بنتا ہے اگر یہ طریقہ کار جاری رہا تو اس کے معنے جنگ کے ہوں گے۔ اور اگر جنگ چھڑ گئی۔ چاہے کوئی بھی اعلان جنگ کرے تو روس کو اپنی مرکزی پوزیشن سے نکل آنا پڑے گا اور عالمگیر سلطنت کیلئے فوجی بازی مکلتی ہوگی۔ (داسٹار)

کوئٹہ میں بارش کے باعث تباہی

کوئٹہ ۸ اگست۔ پانچ روز سے شدید بارش کے باعث بہت سی عارضی جھونپڑیاں جنہیں "جھگیاں" کہا جاتا ہے تباہ ہوگئیں اور ایک سو زائد ٹیلیفون خراب ہوگئے۔ سڑکیں پانی سے بھری ہیں اور مطلع ابھی تک ابر آلود ہے۔ انگور کے باغات اور دیگر پھلوں کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ (اسٹار)

پیکنگ کمیونسٹوں کا صدر مقام ہوگا

ہانگ کانگ ۸ اگست شمالی چین سے آنیوالوں کا کہنا ہے کہ کمیونسٹ پیکنگ کو نئے چین کا دارالحکومت بنا رہے ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ ۱۰ اکتوبر کو چین کے قومی دن پر مرکزی چینی کمیونسٹ حکومت کا اعلان کر دیا جائے گا۔ (داسٹار)

بچوں میں فالج کی بیماری پھیلنے کا انتباہ

لندن ۸ راگست۔ برطانیہ کے میڈیکل جنرل نے ڈاکٹروں کو انتباہ کیا ہے کہ وہ موسم خزاں میں بچوں میں فالج کی بیماری پھیلنے کے سد باب کیلئے تیار رہیں۔ جنرل کا کہنا ہے۔ ہمیں اسبات کا علم نہیں ہے کہ آیا یہ بیماری ایک بڑی وبا ہوگی یا نہیں لیکن اثرات کافی خطرناک ہیں۔ (اسٹار)

سابق نازی "قومی محاذ" میں شامل ہو رہے ہیں

لندن ۸ راگست۔ کمیونسٹوں کے زیر اثر جرمن سوشلسٹ پارٹی کے لیڈر ہر ولہیم پیک نے سابق نازیوں کے "قومی محاذ" کے متعلق کمیونسٹ نہایت سرگرمی سے پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ آیا سابق نیشنل سوشلسٹوں کو قومی محاذ میں جگہ مل سکتی ہے تو انہوں نے پارٹی کے اخبار کو بتایا کہ وطن پرست جرمنوں کے لئے سوائے اس میں شامل ہونے کے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگرچہ انہوں نے عارضی طور پر اپنے آپ کو ہٹلر کی سوشلزم کا پیرو بنا لیا تھا (اسٹار)

بقیہ صفحہ ۲

تو سو فی صدی اسلامی رہی ہے۔ اقتصادی لحاظ سے بھی اکثر اسلامی ممالک کی حالت اپنے زمانے کے دوسرے ممالک سے بہت اچھی رہی ہے۔ اور بعض وقت تو مثالی حدود کو چھو جاتی رہی ہے یہاں تک کہ ایک آدمی صدقہ کی تھیلیاں لے کر سارے شہر میں گھومتا اور تھیلیاں واپس لے آتا۔ کیونکہ کوئی لینے والا نہ ملتا۔ یہ محض قصے نہیں ہیں تاریخی واقعات ہیں۔ ابن بطوطہ اپنے مشہور سفرنامہ میں ایک جگہ رقم طراز ہیں۔ کہ اکثر اسلامی ممالک میں مسافروں کے لئے خوراک اور رہائش کا ایسا اعلیٰ انتظام ہوتا تھا کہ بڑے بڑے دولت مندوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیب نہیں ہوتا۔ اعلیٰ قسم کے کھانوں کے علاوہ خدمت گار دن تک موجود ہوتے تھے۔ افسوس ہے کہ مقالہ نگار نے اسلامی تاریخ کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور بلا سوچے سمجھے ایک عام حکم لگا دیا ہے کہ "سوائے ساڑھے تیس سال کے یہ اصول قرآن کریم کے اوراق سے باہر عمل میں نہیں آئے" (باقی)

پاکستان کو چیلنج کرنا افغانستان کی دیوانگی ہے!!

کابل اور نئی دہلی کے حکمرانوں کو "اکانومسٹ" کا مشورہ

لندن ۸ راگست۔ جب تک قبائل افغانستان کے ساتھ نہ ہوں اسوقت تک کابل کے لئے پاکستان کو چیلنج کرنا دیوانگی ہے۔ اس قسم کی جنگ خود افغانستان کے قبائل کو ناپسند ہوگی اور اس کا نتیجہ غالباً شاہی خاندان کی معزولی ہوگا۔ یہ الفاظ افغانستان اور پاکستان کے موجودہ تنازعہ کے متعلق ایک طویل تبصرے میں اکانومسٹ کے نامہ نگار خصوصی نے استعمال کئے ہیں۔

نامہ نگار کا کہنا ہے کہ افغانستان کی حکومت سیاسی اور اقتصادی طور پر متزلزل ہے افغانستان میں قبائلی یا سیاسی یگانگت نہیں ہے بلکہ مختلف گروہوں کو سخت گیر حکومت نے طاقت کے ذریعے اکٹھا کر رکھا ہے۔ افغانستان کی سرحد کے اندر گڑبڑ کی وجوہات کیا ہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے نامہ نگار نے بتایا کہ کابل میں روس کا بہت کافی اثر ہے لیکن "افغان اشتراکیت نہیں چاہتے اور وہ اپنی آزادی کو خطرے میں ڈالنے کی خواہش نہیں رکھتے۔ یہ بات بہت مشکوک ہے کہ افغان تمام طور پر حکومت کی اس پالیسی کی حمایت کریں گے کہ وہ ملک کو روس کے ہاتھوں میں دے دے۔ نامہ نگار کا کہنا ہے کہ مغربی جمہوریتوں کا کام یہ ہے کہ وہ افغانستان کے حکمران طبقہ کو اسبات پر رضامند کر لیں کہ وہ سرحد کے تعین کو تسلیم کر لیں اور اسکے عوض مغربی ممالک کی امداد حاصل کرے۔

نامہ نگار کا کہنا ہے کہ ہندوستانی سیاست دانوں کو بھی یہ جان لینا چاہیئے کہ ان کا مفاد اسی بات میں ہے کہ افغانستان کی سرحد مضبوط رہے نامہ نگار کا کہنا ہے کہ پاکستان کے وزیراعظم مسٹر لیاقت علیخان جب ماسکو جائینگے تو غالباً وہ کریملن سے یہ اپیل کرینگے کہ وہ قابل میں اپنے اثر کو استعمال کرے تاکہ وہاں دانشمندی سے کام کیا جا سکے (اسٹار)

رنگون کے قریب کاتنے کا کارخانہ

رنگون ۸ راگست۔ حکومت برما نے جو پہلی صنعتی اسکیم اپنے ہاتھ میں لی ہے وہ رنگون سے سات میل دور تھامنگ میں کپڑا بننے اور کاتنے کے ایک کارخانے کا قیام ہے۔ ضروری عمارت تعمیر ہو چکی ہے اور اس کارخانے کے لئے بیس ہزار چرخے اور دو سو کرگھے بھی پہنچ چکے ہیں کپڑا بننے والوں کو تربیت کے لئے ہندوستان بھیجا گیا ہے۔ جونہی یہ وہاں سے واپس آئینگے کام شروع کر دیا جائے گا۔ حکام نے اس سلسلہ تین غیر ملکی انجینیروں کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔

(اسٹار)

برطانیہ اور ہندوستان کے اسٹرلنگ معاہدے پر تبصرہ

لندن ۸ راگست برطانیہ اور ہندوستان کے درمیان اسٹرلنگ معاہدے پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر برلا نے اسٹار کو بتایا کہ ان کا خیال ہے کلی طور پر انتظامات ہندوستان کے حق میں ہیں۔ انہوں نے اس پلان پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا جس میں اسبات کی اجازت دی گئی ہے کہ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ۵۰-۱۹۴۹ء کے لئے مزید ۵ کروڑ پونڈ ہندوستان کو دیئے جائینگے۔

مسٹر برلا نے مزید کہا کہ میں تقریباً تین ماہ سے ہندوستان سے باہر ہوں اسلئے قدرتی طور پر وہاں کے موجودہ حالات سے کسی قدر ناآشنا ہوں لندن کے اخبار آبزرور کا خیال ہے کہ ہندوستان نے اس سمجھوتے میں غیر متوقع طور پر کافی مراعات حاصل کی ہیں اور فنانشل ٹائمز نے معاہدے کو ہندوستان کے لئے بہت ہی عمدہ بتایا ہے۔ (اسٹار)

ایک جرمن کو جنوبی افریقہ کی شہریت کے حقوق مل گئے

لندن ۸ راگست جنوبی افریقہ کے ایک مشہور جرمن ڈاکٹر ہینز نیرو نو کارل ہرسیکوڈا کو جنوبی افریقہ کی شہریت کے حقوق دے دیئے گئے ہیں کیپ ٹاؤن کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر موصوف جنگ کے زمانے میں نظر بند کر دیئے گئے تھے۔ (اسٹار)

آسٹریلیا کے لئے ۲ لاکھ ٹن جاپانی کوئلہ!

ٹوکیو ۸ راگست۔ جاپان کی تجارت اور صنعت کی وزارت کے افسران کا کہنا ہے کہ اگست اور ستمبر کے دوران میں آسٹریلیا جاپان سے ۲ لاکھ ٹن کوئلہ درآمد کرے گا۔ آسٹریلیا کی کوئلے کی ہڑتال کے بعد آسٹریلیا نے ۷ لاکھ ٹن کوئلے کے لئے پرائیویٹ استفسار کیا تھا۔ اسکے جواب میں امریکی حکام نے غیر سرکاری طور پر ریزرو اسٹاک میں سے ۲ لاکھ ٹن کوئلے کی منظوری دے دی ہے

جب سے جاپان پر اتحادیوں کا قبضہ ہوا ہے پہلی مرتبہ خریدار اور فروخت کرنے والے کے درمیان نجی طور پر تجارتی معاہدہ ہوگا۔ جاپانی تمام تجارتی خرید و فروخت حکومت کرتی ہے سنگاپور اور ہندوستان نے بھی جاپان سے کوئلہ خریدنے کے آرڈر دیئے ہیں۔ لیکن حکومت نے آسٹریلیا کو دی گی (اسٹار)

میڈرڈ ۸ راگست۔ جمعہ کے روز جنرل فرانکو ایک کشتی میں سوار ہوکر ساحل سے کچھ دور مچھلی کا شکار کھیل رہے تھے انہیں ایک بہت بڑی مچھلی نے کشتی میں سے پانی میں دھکیل دیا۔ مچھلی ان کو کھینچ کر پانی کے اندر لے گئی۔ لیکن وہ تیر کر کشتی میں دوبارہ واپس آنے میں کامیاب ہو گئے۔ (اسٹار)